گلشنِ حاجی ملنگ بابا

हुसैन मिरज़ा बुकसेलर बंबई नं. ४

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق محفوظ

دیدار حاجی ملنگ بابا

یعنی

سوانح عمری حاجی ملنگ بابا

قیمت :- چار آنے (۲۵/۴ پیسہ)

مصنفہ مولانا سید بشیر الدین صاحب حیدرآبادی - پیڈینگر آرٹسٹ ایچ کے پرنٹنگ :- آشا پرنٹری

پبلشر ایف بی برہانپور والا سنٹرل پبلیکیشن ۲۷ ساپر یا بلڈنگ کرشنا سینما کے سامنے نیو چرنی روڈ بمبئی ۴

رحیمی پریس بمبئی ۴

پیشِ لفظ

روحانیت کے علمبردار حاجی عبدالرحمٰن ملنگ شاہؒ بابا کی سوانح عمری کو مختصر طریقے پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے بڑی مسرت محسوس کر رہا ہوں۔ آپ کے عقیدتمندوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ بھی یہ خواہش ہے کہ وہ ہزاروں لوگ جو آپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ انھیں صحیح حالات کا علم ہو کہ آپ کے یہاں آنے کا مقصد کیا تھا اور آپ کو ابتدا میں کن دشوار گذار حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور آپ نے ان حالات پر کس طرح قابو پایا۔ اس مختصر سی معلومات کے پیش نظر میں نے یہ جسارت کی ہے اُمید ہے کہ پسند کی جائے گی ——— اس کتاب کے جملہ حقوق میں نے جناب ایف بی بوھانپوری والا مالک سنٹرل پرکاشن نیو چرنی روڈ بمبئی ۴ کو دیدئے ہیں لہذا کوئی صاحب شائع کرنے کا قصد نہ فرمائیں ——— آخر میں ان کا شکر گذار ہوں کہ انھوں نے یہ کتاب شائع فرماکے میری ہمت افزائی فرمائی۔

سید بشیر الدین بشیؔ حیدرآبادی

عقیدت

ہر وہ مقام، ہر وہ محفل و مرکز
جہاں خلوص و محبّت کے جذبات کارفرما
ہوں بلا تخصیص کسی فرقہ، مذہب، طبقہ کے جہاں
تصوّرِ اجتماعیت کی تکمیل ہوتی ہو، مجھے اس سے عقیدت
ہے۔ کیونکہ خلوص، محبّت اجتماعیت کی راہ میں حائل ہونے والی
ہر وہ دیوار جو کہیں مذہبیّت، فرقہ واریت اور طبقہ واریت کی
شکل میں ہو۔ اس کو مسمار کرنا ضابطہ انسانیت کی پہلی دفعہ سمجھتا ہوں۔
بابا حاجی ملنگ کا پہاڑ بھی ایک ایسا مرکز ہے جہاں ایسی
دیواریں مسمار ہو گئی ہیں۔ اس لئے اپنے پُرخلوص جذبات کے
ساتھ مشعلِ روحانیت کے دربار میں ہدیۂ عقیدت پیش
کرتا ہوں ؎

"گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف"

سیّد بشیر الدّین بشر

آداب زیارت

آدابِ زیارت کیا ہیں اس کا جاننا ہر زائر کے لئے ضروری ہے اسلام نے جو آداب مقرر کئے ہیں اس کے حدود میں رہ کر زیارت سے مشرف ہونا چاہئے۔ آداب میں یہ ہے کہ بائیں جانب سے داخل ہو کر مزار سے قبلہ رُو ہو کر کھڑا ہو اور بطریق سُنّت السلام علیکم اھل الدّیار من المؤمنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون کہے۔ اور بعد تلاوت قرآن پاک ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کی دُعا کرے۔

اولیائے کرام سے حاجت روائی کی درخواست کی حقیقت دینی کتابوں سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ اولیائے کرام سے مدد مانگنا استغاثہ کرنا صحیح عقیدہ کے مطابق ہے۔

یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ اولیائے کرام سے مدد مانگنا بھروسہ کے طور پر یہ سمجھ کر کہ اولیائے کرام مستقل بالذات مدد کرتے ہیں، حرام ہے۔ اگر توجہ خدا کی طرف ہو اور بھروسہ اولیائے کرام کو اللہ کی مدد کا مظہر جان کر اور اللہ کی حکمت اور کارخانے اسباب سمجھ کر ان سے ظاہری طور پر مدد مانگی جائے تو شریعت میں جائز ہے اور اسی کو اولیاء اللہ سے مدد مانگنا کہتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کا بڑا مرتبہ ہے اور انہیں مشکلیں حل کرنے اور امداد کی طاقت اللہ نے عطا فرمائی ہے اولیائے کرام سے مانگنا خدا ہی سے مانگنا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کے مظہر اور رحمت و بخشش کا سبب ہے اُن کی دُعائیں قبول ہیں۔ ہر مومن مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہئے کہ اولیائے کرام بغیر حکمِ خدا ایک تنکا بھی نہیں ہلا سکتے۔ بلکہ اولیائے کرام خدا کی مدد کے مظہر اور اس کی جناب میں وسیلہ ہیں۔ ان کی تمام طاقتیں عطا کردہ ہیں اللہ نے ان کو اپنا مقرب بنایا ہے وہ جو کچھ بھی امداد و اعانت فرماتے ہیں وہ اللہ کے حکم اور اسی کی دی ہوئی طاقت سے فرماتے ہیں۔

اولیائے کرام کے اخلاقِ حسنہ کے تمام موتیوں کی آب و تاب کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ روایت ہے کہ آپ ہر ایک سے بڑی خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ اور مخاطب کی گذارش احوال کو غور سے سنتے اور مناسب مشوروں سے مستفید فرماتے جس قسم کا آدمی ہوتا اس سے اس کے حسب عقل گفتگو فرماتے۔ زبان میں شیرینی اس قدر تھی کہ سامعین سیر نہ ہوتے تھے۔ آپ نے حلقۂ مُریدین میں خدا کی وحدانیت، توحید توکل، تعظیم اطاعت، محبت الٰہی کی تعلیم اور اس کے متعلق صحیح نصیحتیں فرمائیں۔

اسلام میں اولیاء اللہ کا مرتبہ

قرآن پاک میں خداوند قدوس نے ایک آیت کے ذریعہ اولیاء اللہ کے متعلق ان کے مرتبہ کا اظہار کیا ہے۔ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اور حدیثِ نبوی ہے کہ جو شخص بزرگانِ دین کی قبروں کی زیارت کرتا ہے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کا نام نیکوں میں لکھا جاتا ہے۔

روح اور مادّہ

آج اس مادّہ پرست دور میں جبکہ انسان روحانی قوتوں سے دُور ہوتا جارہا ہے، ضرورت ہے کہ روحانی قوتوں کو برقرار رکھا جائے۔

"سکونِ قلبی" زندگی کی لازمی ضرورت ہے جس کو روحانی طریقوں پر ہی حاصل کیا جاتا ہے۔ مادّی دولت اور مادّی آرام و آسائش کی افراط سکونِ قلب کی اس لازمی ضرورت کی تکمیل نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا انسان بہت کچھ پاکر بھی سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔

بعض اہل قلم نے روحانیت کو مضحکہ خیز طریقہ پر پیش کرکے ایک ایسے طبقہ کو جنم دیا ہے جو اس کی افادیت کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔ یہ طبقہ فکری طور پر مادّہ پرستی، روحانیت پرستی کے درمیان ایک عجیب کشمکش اور تذبذب کیفیت میں مبتلا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک غیر اعتمادی غیر یقینی کیفیت نے ان کے دل و دماغ پر قبضہ کرلیا ہے۔

دل و دماغ کی یہ کیفیت رکھنے والا انسان سماج، سوسائٹی جماعتی حیثیت کے قابل نہیں رہتا۔ بلکہ اپنی بے اعتمادی اور غیر یقینی کیفیت کے زہر سے اجتماعیت کو متاثر کرتے ہوئے انشاد اور افتراق پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اس طبقہ کے مُصنّف و مقرر "حقیقت پسندی" کی آڑ لے کر محض ڈرامائیت پیدا کرنے کے لئے فطرت انسانی اور اس کے کردار میں انتہا پسندی کا زہر پھیلا رہے ہیں۔ اور ان روحانی خونی رشتوں کی جو

قدرت نے قدریں مقرر کی ہیں، دھجیاں اُڑا رہے ہیں۔

بے اعتمادی، بے یقینی کی فضا پیدا کرنے والے ناولوں، افسانوں اور ڈراموں کی تخلیق نے ایک ایسی فضا پیدا کر دی ہے جس میں یہ نعرے گونجتے سُنائی پڑتے ہیں۔ دُنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہوتا۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے۔ بھلائی کا بدلہ بُرائی سے ملا کرتا ہے۔ آج کل باپ پر بھروسہ کرنا بھی غلطی ہے۔ اور یہ نعرے محض نعرے ہی نہیں رہے۔ بلکہ بعض جگہ عملی شکل بھی اختیار کرنے لگتے ہیں جو اِن ادیبوں کے لئے مثال کا کام دینے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا ترقی یافتہ انسان اپنے ہر معاملہ کو مفاد ہی کے پیمانے پر ناپنے کا عادی ہوتا جا رہا ہے اور یوں دُنیا میں انتشار، بے چینی پھیلتی جا رہی ہے۔ روح اور مادّہ، آیئے ہم مختصر طور پر روحانی تعلیم اور مادّی تعلیم کا جائزہ لیں کہ وہ کس قسم کی ذہنیت کی تربیت کرتے ہیں۔

مادّہ اور اس کی تعلیم

ابتدائے عالم سے لے کر اب تک کروڑوں انسان اس سرزمین پر آئے اور فنا ہو گئے۔ ہر نیا دَور پہلے دَور سے ترقی یافتہ رہا۔ دُنیا کے دانش وروں اور فلاسفروں نے قدرت کی نعمتوں پر پانی۔ ہوا، آگ مٹی پر، اس کے فائدے اور غیر فائدے اور ان کی کیفیات پر تحقیق کی اور جو نتیجے اخذ کئے وہ یہ تھے کہ قدرتی چیزوں کے درمیان

ایک طرح کی کشمکش ہے۔ جو چیز زیادہ قوی اور مضبوط ہوتی ہے وہ دوسروں پر غالب آکر خود باقی رہ جاتی ہے۔ گرمی برف کو پگھلا دیتی ہے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ مٹی پانی کو خشک کر دیتی ہے۔ اور پانی مٹی کو گلا دیتا ہے۔ اسی طرح مرغی چھوٹے کیڑوں کو نگل جاتی ہے۔ بلی مرغی کی تاک میں لگی رہتی ہے اور کتا بلی کو پھاڑ ڈالتا ہے اور جنگلی جانور کتے سے دشمنی رکھتے ہیں۔

مادہ کا ارتقاء عقل ہے اور اس کی تعلیم ہے کہ جو کچھ ہے سب انسان کا ہے۔ اگر ہم کامیابی و ترقی چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو مضبوط اور طاقت ور بنائیں تاکہ دوسروں پر غلبہ پا سکیں۔

روح اور اس کی تعلیم

روح کی ارتقائی منزل وحی اور الہام کو قرار دیا ہے۔ اور وحی کی ہدایت ہے کہ جو کچھ ہے سب خدا کا ہے۔ صبر و قناعت، عبادت سخاوت، ایثار، تعلیم، اطاعت، ضبط و تحمل۔ خدمت و شفقت وغیرہ روح کی خصوصیات و اوصاف ہیں۔

روح کی تعلیم ہے کہ اپنی عزیز شئے کو بھی دوسروں کے لئے قربان کر دو۔ مال و زر نام و نمود، وقت، خواہشات نفسانی اور اپنی عزیز جان کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا ہی اس کی ہدایت ہے۔

Scanned with CamScanner

روح اور مادّہ میں فرق

مادّی اور روحانی تعلیم آپ نے معلوم کی۔ اب آپ ان میں فرق بھی معلوم کر لیجئے۔

مادّہ پرست وہ جو اچھی چیز کو دوسرے سے چھین کر اس پر غلبہ پانا چاہتا ہے۔

روحانیت پرست وہ جو اپنی ہر عزیز چیز کو دوسرے کے لئے قربان کرنا چاہتا ہے۔

صحیح راستہ

اسلام نے ایک ایسا نظام حیات دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کے ہوں روح اور سادہ دونوں میں توازن کو برقرار رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ جہاں اسلام نے دُنیا داری کی مذمّت کی ہے۔ وہاں رہبانیت کو بھی منع فرمایا ہے۔ ایک درمیانی راستہ جو انسان اور خدا کے درمیان ہے۔ صحیح راستہ ہے۔ جس کی منزلیں قرآنی تعلیم میں پوشیدہ ہیں جس کے اصول و قوانین فطرتِ انسان کے تمام زاویوں پر حاوی ہیں۔ جس کی تعلیم ظاہر و باطن کے فرق کو محسوس کراتی ہے۔ یہی وہ فرق ہے جس کو محسوس کر لینے کے بعد انسان نفس کی کثافتوں سے پاک ہو کر ایک امتیازی درجہ پا سکتا ہے۔ اور دین و دُنیا کے لئے اس کی ذلّت فائدہ مند ثابت ہو کر سکون و کامیاب و کامران بناتی ہے۔

تاریخی حالات

زمین تپتی ہے تو بارش ہوتی ہے۔ رات کی سیاہی گہری ہوتی ہے تو صبح کا نور طلوع ہوتا ہے۔ خدا کے بندے خدا کی بتلائی ہوئی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں اور یہ گمراہی سرکشی میں بدل جاتی ہے تو خدا کی رحمت میں جوش آتا ہے اور کسی عظیم رہنما کا ظہور ہوتا ہے۔

۸ھ میں جبکہ ہندوستان دو حصّوں پر منقسم تھا ایک حصّہ پر مہاراجہ ہرش اور دوسرے حصّہ پر مہاراجہ دھن حکومت کیا کرتے تھے یہ امن و امان کا زمانہ تھا۔ لیکن چند سو سال بعد ہندوستان میں جگہ جگہ بغاوتیں شروع ہوگئیں۔ راجپوت افسروں نے اپنے اپنے علاقوں میں خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

اس زمانہ میں ہند و عرب کے تجارتی تعلقات میں اضافہ ہوتا رہا اور کئی عرب ہندوستان میں مقیم ہوگئے تھے۔

۹ھ میں ہندوستان کے ایک علاقہ پر جو کوکن کے نام سے مشہور ہے۔ راجہ نل کی حکومت تھی۔ اس کے دورِ حکومت میں عرب مسلمانوں پر انتہائی وحشیانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ بتوں پر انسانی قربانی کا عام رواج تھا۔ خصوصاً مسلمانوں کی قربانی کو کارِ خیر سمجھا جاتا تھا۔ جادو منتر پر لوگوں کا عقیدہ تھا۔ راجہ نل بھی بذاتِ خود ایک بہت بڑا جادوگر مانا جاتا تھا۔ لیکن ہزاروں شدّاد۔ فرعون، قارون، نمرود اس دُنیا کے پردہ پر آئے جن کی دولت

حکومت کی عظمت، ہیبت سے کائنات کا دل کانپ اُٹھا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ان کی تصویروں کے نقش و مینا کی نگاہوں سے اس طرح اوجھل ہوئے کہ اب تاریخوں میں صرف ان کی حیرت انگیز داستانیں باقی رہ گئیں۔ یہی وہ دور تھا جب حاجی عبدالرحمٰن بن زبیر ہندوستان میں تشریف لائے اور بابا حاجی ملنگ رح کے نام سے مشہور ہو گئے۔

بشارت خداوندی

روایت یہ ہے کہ آپ مکہ میں اپنے حجرہ مبارک پر تشریف فرما تھے اور ۱۲ ربیع الاول ۷۷۰ھ کو بعد محفل میلاد محوِ خواب تھے کہ آپ کو بشارت ہوئی کہ سرزمین ہندوستان کے علاقے کوکن میں وہاں کے مسلمانوں پر بہت ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ وہاں کے لوگ امن و انصاف اور جذبۂ محبت و ہمدردی سے بے بہرہ ہیں۔ انہیں اخلاقی روحانی تعلیم کی سخت ضرورت ہے۔ صبح آپ بیدار ہوئے اور بعد مشاورت مریدین کے وہاں جانے کا فیصلہ کیا اور چند مریدین کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔

ہندوستان میں داخلہ

آپ سفر کرتے ہوئے ہندوستان کی سرحد میں داخل ہوئے بالآخر اس علاقے کی سرحد تک پہنچ گئے جس کی نشانی آپ کو بشارت

میں دی گئی تھی۔ یہ اس وقت نہایت گنجان اور کوہستانی علاقہ تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دن جب کہ آپ کا سفر جاری تھا آپ کو پیاس محسوس ہوئی۔ اور پانی ختم ہو چکا تھا اور آس پاس ملنے کی کچھ توقع بھی نہ تھی کہ دُور کچھ روشنی نظر آئی۔ جب چلتے چلتے آپ قریب گئے تو معلوم ہوا کہ ایک جھونپڑی ہے اور وہ روشنی اسی جھونپڑی کے سامنے جلتی ہوئی لکڑیوں کی ہے۔

برہمن سے ملاقات

حاجی ملنگ بابا رح اس جھونپڑی کے قریب گئے اور آواز دی آواز دینے پر ایک بوڑھا جھونپڑی سے باہر نکلا۔ یہ ایک برہمن تھا۔ آپ نے اس سے پینے کے لئے پانی طلب کیا۔ اس بوڑھے نے آپ کی تعظیم کی اور کہا کہ آپ بہت زیادہ تھکے ماندے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر رات یہیں مقیم رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں۔

آپ اس کے ہمدردانہ سلوک سے متاثر ہوئے۔ اور کہا کہ ہمیں بہت جلد اپنی منزل پر پہنچنا ہے۔ ورنہ ہم تمھاری پیش کش کو ضرور قبول کرتے۔

آپ وہاں سے کوہستان کی طرف روانہ ہو گئے اور منزلِ مقصود کے قریب تک پہونچ گئے۔ جہاں سے پہاڑ کی چڑھائی شروع

ہونے لگی۔ کچھ دور چڑھنے پر بابا حاجی ملنگؒ کے ساتھی بابا بختیارؒ شاہؒ کو ایک جگہ بہت پسند آئی۔ انھوں نے اس کا اظہار حاجی ملنگ باباؒ سے کیا۔ جس پر آپ نے ان کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے لئے اس جگہ کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

گھوڑے کی جست

یہاں سے آگے راستہ انتہائی دشوار گذار تھا۔ گنجان اور گھنا جنگل چاروں طرف، سوائے بڑے بڑے درختوں اور پہاڑوں کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ کچھ غور و فکر کے بعد آپ نے اپنے دُلدُل کی طرف دیکھا اور کہا کہ "اے دُلدُل! اس دُنیائے فانی میں کوئی بھی ذی روح ایسا نہیں ہے جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہا ہو سب کو ایک دن موت سے ہم کنار ہونا ہے۔ فرق صرف آج اور کل کا ہے۔ مگر شفیق دُلدُل! نیکی ہی ایک ایسی چیز ہے جو دُنیا میں ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس لئے آج تو بھی ایک نیکی کر لے تاکہ آنے والی دُنیا میں تیرا نام زندہ رہے۔ وہ یہ کہ تو ایک ایسی جست لگا جس سے میں پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ جاؤں۔"

آپ کی یہ خواہش سُن کر دُلدُل خوشی سے دُم ہلانے لگا۔ آپ کے حکم کے مطابق دُلدُل نے پوری قوت سے جست لگائی لیکن افسوس کہ اس کی قوت نے جواب دے دیا اور آپ کا شفیق دُلدُل زمین پر

گر کر شہید ہو گیا۔
آپ کے ساتھیوں نے اس کی نعش کو دفن کر دیا۔ اس کے مقام مدفن کا سوائے ان بزرگوں کے کسی کو پتہ نہیں۔ مگر دُلدُل نے جہاں سے جست لگائی تھی وہاں اس کے نعل کا نقش اب تک موجود ہے۔

کرامت کا ظہور

اس صورتِ حال کو دیکھ کر بابا حاجی ملنگؒ نے خدا سے دُعا مانگی کہ "اے ذاتِ باری میری مشکلوں کو حل کر بندۂ ناچیز تیری آزمائش کے قابل نہیں۔ تیری قدرت کا ادنیٰ کرشمہ میری مشکلوں کو حل کر سکتا ہے۔

تھوڑی ہی دیر بعد ہواؤں میں تیزی پیدا ہوئی، درخت گرنے لگے، بادل گرجنے لگے۔ اور بجلیوں کی کڑک سے وہاں کے باشندے تھرا اُٹھے۔ اسی وقت بابا حاجی ملنگؒ نے پُر زور آواز میں نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ تیسرے نعرے پر تین حصہ پہاڑ زمین میں دھنس گیا۔

جاہلوں کی شرپسندی

ان واقعات کو دیکھ کر وہاں کے جاہل لوگوں نے آپ کی آمد کو مصیبت و پریشانی کی وجہ سمجھا اور آپ پر پتھر برسانے شروع کئے

اور طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے۔ تب آپ کو اپنی بشارت کی تعبیر پر یقین ہو گیا۔

دُنیا کی مذہبی تواریخ میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ جب بھی جس علاقہ پر خدا کے احکامات سے غفلت برتی گئی۔ وہاں خدا نے ان کی رشد و ہدایت کے لئے پیغمبر پیدا کئے۔ جنھوں نے دُنیا میں نیکی اور سچائی کا سبق دیا۔ اس راہ میں انہیں شر پسندوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ایسے شر پسند ہر ملک اور ہر قوم میں رہے ہیں۔ مثلاً ابراہیم علیہ السّلام کے دَور میں نمرُود۔ موسیٰ علیہ السّلام کے دَور میں فرعون لیکن ہر دَور میں اور ہمیشہ شر کے مقابلہ میں خیر ہی کو فتح و نصرت حاصل ہوئی اسلامی نقطۂ نظر سے پیغمبروں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوّت ختم ہو چکی ہے۔ لیکن ان کی تعلیم کو صحیح طور پر برقرار رکھنے اور اس پر لوگوں کو راغب کرنے کی اب بھی ضرورت ہے بلاشبہ اسی تعلیم کو سمجھانے اور اس کا صحیح مقصد پیش کرنے کی بابا حاجی ملنگؒ نے کوشش فرمائی۔

امتیازی خصوصیات

آپ کی تعلیم چند امتیازی خصوصیات کی حامل تھی۔ گو کہ یہ اسلام کی بنیادی تعلیم کے مطابق تھی۔ لیکن رہنماؤں کی توجہ اس طرف بہت کم ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ آپ کی تعلیم صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں

بلکہ سب ہی مذہب کے افراد کے لئے تھی۔ آپ نے اس معاملے میں امتیازی نگاہ سے کام نہیں لیا اور نہ ہی دوسرے مذاہب کی تعلیم کی تکذیب کی۔ بلکہ مذہبی تفریقات سے بلند ہو کر ہر ایک کو سچّائی، ایمانداری، محبّت، ہمدردی اور اخلاص کا سبق دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ان کے عقیدتمندوں میں سب ہی مذہب کے باشندے شامل ہیں۔

آپ ان مصائب اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر وہاں کے لوگوں کو بڑی پریشانی ہوئی۔ کیونکہ رفتہ رفتہ کچھ لوگوں پر آپ کی تعلیم کا اثر ہونے لگا تھا۔ اور کچھ لوگ حلقہ بگوش اسلام بھی ہو چکے تھے۔ یہ خبریں وہاں کے راجہ نل تک بھی پہنچ گئیں۔ اس نے بھی اپنی جادوگری کے حربوں کو استعمال کیا۔ لیکن کوئی بھی حربہ کارگر نہ ہوا۔ یہ اس کی سب سے بڑی شکست تھی۔ اب اس کو اپنا وقار خطرے میں نظر آنے لگا اس نے اپنے چند حواریوں کو طلب کر کے صورتِ حال پر غور و مشورہ کیا۔ لیکن کوئی ترکیب کسی کی سمجھ میں نہ آئی تو راجہ نے ایک تجویز پیش کی جس کو سب نے پسند کیا۔ اس تجویز پر تمام حواریوں اور خود راجہ کو اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا۔ وہ سب خوش خوش نظر آنے لگے۔ چنانچہ راجہ کی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے باہم تجویزیں ہونے لگیں۔

راجہ کی تجویز

روایت ہے کہ راجہ کی لڑکی جو بے حد حسین تھی۔ جس کی دلفریبی اور دل کشی کے چرچے عام تھے۔ جو تسخیر قلوب کے تمام حربوں سے واقف تھی۔ بابا حاجی ملنگ رحؒ کے پاس بھیجی گئی تاکہ آپ اس کے دامِ الفت میں آجائیں اور اس کے مطیع ہو جائیں۔

راجہ کی لڑکی کا قبولِ اسلام

حسن و ادا پر نازاں لڑکی جب بابا حاجی ملنگ رحؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو دیکھا تو اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ اور کچھ ہی دیر بعد وہ اپنی حرکات پر شرمندہ تھی۔ اور آپ سے معافی کی طلب گار۔ آپ نے اس کے ساتھ مشفقانہ سلوک کیا۔ اور بیٹی کے نام سے یاد کیا۔ آپ کی تعلیم کا اس پر بے حد اثر ہوا اور مشرف بہ اسلام ہونے کی درخواست کی۔ تو آپ نے قبول کر لیا اور اس کا نام فاطمہ رکھا۔ اِدھر راجہ اور اس کے حواری اپنی تجویز کی کامیابی پر یقین کئے ہوئے تھے اور اس امید پر تھے کہ اب کچھ ہی دیر میں وہ فقیر ہمارے حضور میں زندگی کا طلب گار ہو گا کہ اتنے میں ایک آدمی وہاں خبر لے کر پہنچا۔ اور پوری صورتِ حال سے واقف کیا جس کو سُن کر راجہ اور اس کے حواری سکتہ میں پڑ گئے اور اس

لڑکی پر لعنت ملامت کرنے لگے۔

راجہ کی پشیمانی

راجہ نے اپنے حواریوں کو رخصت کیا اور غور کرنے لگا کہ اب کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس کی بیوی نے مشورہ دیا کہ اب سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ ہم اس بزرگ کی خدمت میں جائیں اور اپنی خطاؤں کی معافی مانگیں۔ یوں بھی لوگوں میں ہماری عزت نہیں رہی۔ اور اپنی لڑکی بھی کھو بیٹھے۔ راجہ کو اپنی بیوی کی تجویز پسند آئی اور وہ دونوں بابا حاجی ملنگ رحؒ کے حضور میں آئے۔

راجہ کی لڑکی کی شرط

جب راجہ اور اس کی بیوی آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے تو اس سے قبل کہ آپ کی رحمدل طبیعت انہیں معاف کرتی فاطمہ نے ایک شرط پیش کی کہ آپ انہیں اسی وقت معاف کریں جبکہ یہ دونوں اسلام قبول کرلیں۔ آپ نے جواب دیا کہ کسی کو بغیر اس کی رضامندی کے اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا اسلامی اصول کے خلاف ہے۔ راجہ تو اسلام قبول کرنے پر رضامند تھا لیکن اس کی بیوی اپنی لڑکی کے اس کہنے سے آگ بگولہ ہو گئی اور مارے غصّے کے اپنی لڑکی پر پتھر مارنے کے لئے اُٹھایا۔ اس سے قبل کہ اپنے ارادے

میں کامیاب ہوتی۔ آپ کے غضب کا نشانہ بن گئی۔ یعنی اسی جگہ وہ پتھر کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔ عقیدتمندانِ بابا حاجی ملنگؒ نے اس پتھر کی شکل کو ضرور ملاحظہ کیا ہوگا جس کو "دیونی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کرامت کو دیکھ کر بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

راجہ کی نیازمندی اور گمراہی

اس وقت راجہ بھی آپ کے عقیدتمندوں میں شامل ہوگیا لیکن کبھی کبھی اس کے دل میں اپنی گذشتہ حکومت، جاہ و جلال کی خواہشیں کروٹیں لینے لگتیں۔ آخر ایک دن اس کی شیطانی ذہنیت دوبارہ عود کر آئی اور وہ سرکشی پر آمادہ ہوگیا۔ تب بابا حاجی ملنگؒ نے خدا سے دُعا مانگی کہ خدایا اب تو ہی اس سرکشی کی اس کو سزا دے۔ اور پھر وہ راجہ بھی پتھر کی شکل میں تبدیل ہوگیا اور ساتھ ہی آپ نے آنے والی نسلوں کو اس سرکشی کا انجام بتانے کے لئے لوگوں میں نصیحت کی کہ جس آدمی کا سات پتھروں میں ایک بھی پتھر اس کو لگے گا وہ شخص بارگاہِ خداوندی سے من کی مُراد پائے گا۔

برہمن راجہ

ایک برہمن راجہ جس کو مرہٹوں کے دورِ حکومت میں راجہ کا خطاب دیدیا گیا تھا۔ اس علاقہ کا ایک صوبہ دار تھا۔ جو نہایت ظالم اور

سنگ دل تھا۔ معمولی خطاؤں پر سنگین سزائیں تجویز کرتا تھا۔ اس نے ایک بڑی جیل بنوائی تھی جو قلعہ نل گڑھ کے نام سے مشہور تھی۔ باباجی ملنگ رح کی کشف و کرامات سے متاثر ہو کر اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی۔ اور آپ کے دوسرے خدمت گاروں سے بھی بازی لے گیا۔ موجودہ مجاور گوپال اسی راجہ کی نسل سے بتایا جاتا ہے۔ عرس شریف کے موقعہ پر ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

عُرس شریف

آپ کے مزار مبارک پر ہر سال عرس ہوتا ہے۔ بمبئی، کوکن اور آس پاس کے علاقوں سے ہزاروں معتقدین جن میں ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی سب ہی مذاہب کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ عرس کے موقعہ پر جمع ہو کر روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ ایسے تمام عقیدت مند جن کے قلوب مذہبی تفریقات سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ یہ روح پرور مناظر ایک ایسی فضا اور ایک ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں جو منشا خداوندی کے عین مطابق ہوتا ہے اور جہاں منشاء خداوندی کی تکمیل ہوتی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اس مقام پر خدا کی رحمتیں نازل نہ ہوتی ہوں۔

زائرین کی سہولتیں

یہ پہاڑ ضلع تھانہ سنٹرل ریلوے اسٹیشن کلیان سے تقریباً

ساڑھے نو میل دور واقع ہے۔ کلیان ریلوے اسٹیشن کے اسٹیٹ ٹرانسپورٹ کمپنی نے زائرین کی سہولت کی خاطر بمن واڑی تک نہایت عمدہ طریقہ پر انتظامات کئے ہیں۔ اسی علاقہ سے پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوتی ہے کچھ عرصہ قبل پہاڑ پر چڑھنے کے لئے بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لیکن اب بعض عقیدتمندوں کی کوششوں سے ایک راستہ ہموار ہو گیا ہے جس کی وجہ سے ہزاروں خواہش مندانِ زیارت آرام و اطمینان سے آستانہ مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔ عرس کے موقع پر صندل کی پالکی کا جلوس نکالا جاتا ہے اور پالکی کو سارے پہاڑ کا گشت کروا کے درگاہ شریف تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس رات آتش بازی ہوتی ہے جس کے شرارے برسات کی بوندوں کی طرح درگاہ پر گرتے ہیں۔ اور ایک عجیب کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ اس رات کو پہاڑی پر لوگوں کا ہجوم اور چہل پہل دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے زائرین کی سہولت کے لئے کچھ لوگ عرس سے پہلے چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں تیار کرتے ہیں اور معمولی پیسوں کے عوض زائرین کی اقامت کے لئے دیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہزاروں زائرین کی تکالیف دور ہو جاتی ہیں۔

پہلی منزل

بابا بختیار کے مزارِ مبارک سے چند فرلانگ پر حاجی ملنگ بابا کے دوسرے ساتھی سلطان شاہ بابا کا مزار مبارک ہے۔ اس جگہ کو دوسری منزل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

وصال شریف

آپ نے ایک دن اپنے مُریدوں کو جمع کیا اور مذہب اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کی ہدایت فرمائی اور پانچ مریدین کو اس کا ذمہ دار قرار دیا اور فرمایا کہ کل بعد نماز جمعہ عالم جاودانی کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔ تم لوگ صبر و تحمل سے کام لینا۔ خدا اور اس کے حبیب پاکؐ کے حکم کی تعمیل کرنا۔

دوسرے دن نماز جمعہ سے فارغ ہو کر لیٹ گئے اور فاطمہ بی کو طلب کیا اور انہیں سورۂ یٰسین پڑھ کر سُنانے کے لئے فرمایا۔ فاطمہ بی نے سورۂ یٰسین ختم کر کے آپ کو دیکھا تو آپ کی روح پرواز کر چکی تھی اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلیہ راجعُون۔

کشف و کرامات

ایک مرتبہ جبکہ آپ سفر میں تھے۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ وضو کے لئے کہیں بھی پانی دستیاب نہ ہو سکا۔ تب آپ نے اس جگہ پر اپنا عصا اس زور سے مارا کہ پانی کا چشمہ اُبل پڑا۔ بعد میں یہ چشمہ تالاب کی شکل اختیار کر گیا۔

متبرّک الاپچی

اسی پہاڑ پر جہاں آپ کا مزار ہے اس سے دُور ایک بلند و بالا چوٹی

ہے اس کی چڑھائی کا راستہ بہت تنگ ہے۔ صرف ایک شخص آجا سکتا ہے وہ اتنا سکڑا ہے کہ چڑھنا اس پر خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اس چوٹی پر حاجی ملنگ بابا رح اکثر جا کر تخلیہ میں عبادت و ریاضت کیا کرتے تھے۔ آپ کے معتقدین ... بھی برکتیں اور روحانی فیض حاصل کرنے کے لئے جایا کرتے ہیں۔ بچوں اور کمزور لوگوں کو نہیں دیا جاتا۔ وہاں آپنے ایک مرتبہ ایک الائچی کھا کر کچھ دانے پھینک دیئے جس سے ایک درخت پیدا ہوا۔ رفتہ رفتہ وہ پھیل گیا۔ اب بھی اس درخت میں الائچیاں پیدا ہوتی ہیں جس کو عقیدتمندان بطور تبرک استعمال کرتے ہیں۔ مختلف بیماریوں میں اس کو کھانے سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ وہ آدمی جسے کھانا ہضم نہ ہوتا ہو اس کے کھانے سے شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ اور وہ آدمی جسے مرگی کا مرض ہو متواتر ایک ماہ کے استعمال سے شفایاب ہو جاتا ہے۔

آپ کے ساتھی

سرزمین ہندوستان میں جب بابا حاجی ملنگ رح نے قدم رنجہ فرمایا تب آپ کے ہمراہ بابا بختیار شاہ رح اور بابا سلطان شاہ رح بھی تھے اس پہاڑ کے ابتدائی حصے کی چڑھائی پر بابا بختیار شاہ رح کا مزار ہے اس جگہ کو پہلی منزل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور وہاں سے کچھ دور پر بابا سلطان شاہ رح کا مزار مبارک ہے اور اس جگہ کو دوسری منزل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے بارے میں بابا حاجی ملنگ رح کا یہ

فرمان تھا کہ میرے پاس ہر آنے والے کو میرے ساتھی بابا بختیار شاہؒ اور بابا سلطان شاہؒ کے سلام کے بعد میرے پاس آنا چاہیئے۔ اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے عقیدت مند ان آپ کے ان ساتھیوں کی زیارت کے بعد آستانہ مبارک پر حاضر ہوتے ہیں۔

پانچ پیر

بابا حاجی ملنگؒ کی درگاہ سے کچھ فاصلہ پر ایک سمت پانچ پیروں کی درگاہ ہے۔ یہ پانچوں بزرگ آپ کے عقیدت مند تھے۔ ان کے بارے میں بھی آپ کا یہی فرمان تھا کہ مجھ سے ملاقات کرنے والا ہر شخص ان سے بھی نیاز حاصل کرے۔ اس قول پر عقیدتمند ان آج بھی عمل پیرا ہیں۔

حقیقت پسند شیر ببر

بابا حاجی ملنگؒ اپنی زندگی میں جانوروں سے بھی بڑی اُنسیت رکھتے تھے۔ لاتعداد شیر۔ چیتے اور ببر آپ کے پاس آیا جایا کرتے تھے ان میں سے ایک ببر کو آپ سے بڑی اُنسیت تھی اور وہ اکثر آپ کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ روایت ہے کہ اس شیر ببر کی نسل اب تک وہاں موجود ہے اور اب بھی ایک ببر آپ کی درگاہ پر دیکھا جاتا ہے۔ اور عرس کے موقع پر اس کی گرجدار آواز تو اکثر سُنی جاتی ہے۔

ایرانی تاجر

چند سال قبل شہر بمبئی میں ایک ایرانی تاجر بغرض تجارت آیا تھا اس نے بمبئی میں اپنے سرمایہ سے یکے بعد دیگرے دو ہوٹل خریدے اور دو کانوں کی آرائش و زیبائش میں کافی روپیہ خرچ کیا۔ لیکن بدقسمتی سے دونوں ہوٹلوں کی آمدنی سے ملازمین کے خرچ کی ادائیگی بھی مشکل سے ہوتی تھی۔ اس صورت حال سے تاجر بے حد پریشان رہتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے کسی گاہک سے مصروف گفتگو تھا کہ ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ سوال چونکہ مرہٹی زبان میں تھا۔ وہ ایرانی کچھ نہ سمجھ نہ سکا۔ اس نے اپنے گاہک سے اس سوال کی تشریح چاہی۔ اس نے تشریح کرتے ہوئے بتایا۔ فقیر کھانا مانگ رہا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تو بابا حاجی ملنگ رح کی زیارت پیدل جاکر کرے تو اس کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی۔ ایرانی نے اس فقیر کو پُرشکم کھانا کھلایا۔ فقیر کھانا کھا کر چلا گیا۔ اب سوال تھا پہاڑ پر پیدل جانے کا۔ اس کے لئے مزید تشریح کی ضرورت تھی۔ اس گاہک نے تمام باتیں وضاحت سے بیان کر دیں لیکن ایرانی نے کہا کہ وہ خود بھی اس کے ہمراہ چلے۔ اتفاق سے وہ گاہک بھی کچھ عرصہ سے بیکار تھا اور ملازمت کی تلاش میں تھا۔ اس نے بخوشی منظور کر لیا لیکن اس شرط پہ کہ راہ سفر کا خرچ وہ برداشت کرے۔ ایرانی رضامند ہو گیا۔ دو تین دن وہ دونوں کلیان پہنچے۔ اسٹیشن پر پہنچنے کے بعد ایرانی نے دریافت کیا کہ یہاں سے کتنے فاصلے پر پہاڑ واقع ہے۔ اس نے جواب میں تقریباً دس میل کا فاصلہ

بتایا۔ اس کے جواب پر ایرانی نے موٹر سے چلنے کی صلاح دی۔ لیکن اس گاہک نے فقیر کی بات یاد دلاتے ہوئے کہا کہ ہمیں تو پیدل جانا ہے۔ اس طرح دونوں پیدل بابا حاجی ملنگ رح کے مزار مبارک پر پہنچے۔ وہاں اس ایرانی نے دُعا مانگی اور اپنا مدّعا بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں آرام و اطمینان سے زندگی بسر کرنے کی خاطر ہندوستان آیا تھا۔ میں نے تجارت میں اپنا پورا سرمایہ لگادیا۔ لیکن موجودہ صورت حال اگر برقرار رہی تو کچھ ہی عرصہ میں میری ساری پونجی ختم ہو جائے گی۔ آپ خدا کے محبوب بندے ہیں میرے لئے خدا سے دُعا فرمایئے۔ اور پھر بارگاہ خداوندی میں دست بستہ ہو کر التجا کی کہ اے اللہ تیرے اس محبوب کے صدقے میں میری مشکل کو حل فرما۔ بارگاہ خداوندی میں اس کی دُعا قبول ہوئی اور کچھ ہی دن بعد اس کی تجارت میں ترقی ہونے لگی اور ساتھ ہی ساتھ ملازمت کی تلاش میں خاک چھاننے والا گاہک ایرانی کی دونوں دوکانوں کا منیجر ہو گیا۔

گُم شدہ نونہال

کچھ عرصے قبل بمبئی کے ایک معزز باشندے کا ایک بچہ گُم ہو گیا تھا۔ مختلف کوششوں کے بعد بھی اس بچے کا پتہ نہ مل سکا۔ مقامی اخبارات میں اشتہار اور تصویر دی گئی۔ اس کا حُلیہ تحریر کیا گیا۔ مگر سب کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔

ایک دن اس باشندے کے یہاں کلیان کا ایک باشندہ بطور

مہمان آیا۔ اس نے تصویر دیکھ کر اپنے ذہن پر زور ڈالا تو اس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اس شکل کے بچّے کو کلیان کے کسی مقام پر اس نے دیکھا تھا۔ وہ کون سا مقام تھا۔ اس کا ذہن اس جگہ کا تعین نہ کر سکا۔ پریشان باپ نے اس کے اندازے کو صحیح تصوّر کر کے کلیان کا رُخ کیا اور راستہ بھر تلاش کرتا گیا۔ دوران تلاش میں لوگوں کا جم غفیر نظر آیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو بابا حاجی ملنگؒ کے عرس میں شرکت کے لئے جا رہے تھے۔ جب یہ بات اس بچّے کے باپ کو معلوم ہوئی تو اس نے سوچا ہو سکتا ہے کہ وہاں بچّے کا پتہ مل جائے۔ زائرین کے ساتھ وہ بھی درگاہ پر پہنچا اور وہاں بھی اس نے بچّے کو تلاش کیا۔ لیکن ہزاروں زائرین میں اس کا دس سالہ بچے کا پتہ ملنا آسان بات نہ تھی۔ اس نے وہ رات پہاڑی پر ہی بسر کی۔ دوسرے دن زائرین میں سے ایک عقیدتمند زائر نے اس کو بتایا کہ خلوص دل سے چاہی ہوئی دُعا اس درگاہ میں ضرور مقبول ہوتی ہے۔ اس کے اس مشورے کو سُن کر وہ غُسل وغیرہ سے فارغ ہو کر اور پھول کی چادر لے کر مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ اور دل ہی دل میں خدا سے دُعا مانگی کہ تیرے محبوب بندے کے صدقے میں میری مشکل آسان فرما۔ نہ مجھے دولت کی خواہش ہے نہ عیش و آرام کی۔ مجھے صرف میرے بچّے سے ملا دے دُعا سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ پلٹا تو قریب ہی اپنے معصوم بچّے کو دُعا میں مشغول پایا۔ جس کو دیکھ کر حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اتنی جلدی یہاں اللہ تعالیٰ دُعا قبول فرماتا ہے۔

عمائدین شہر بمبئے

چند مہذب اور تعلیم یافتہ لوگ بمبئی کے مختلف دفاتر میں کام کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ دیوالی کی تعطیلات میں ان لوگوں نے بابا حاجی ملنگؒ کی زیارت سے مشرف ہونے کا ارادہ کیا۔ اور اس سلسلہ میں ابتدائی امور پر کچھ گفتگو ہونے لگی۔ ان میں سے ایک ساتھی نے کہا میں ضرور آؤں گا۔ مگر میری غرض صرف تفریح ہوگی۔ کیونکہ میں برہمن ہوں اس لئے درگاہ پر نہیں جاؤں گا۔ اور وہاں جا کر نمسکار کرنا پڑے گا اور یہ میرے مذہب کے خلاف ہے۔ اس کی اس بیہودہ بکواس کو سن کر اس کے ساتھی اس کو سمجھانے لگے کہ وہاں ہندو مسلمان کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس متبرک مقام پر ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے ہر مذہب وملت کے لوگ آکر زیارت کرتے ہیں۔ اس طرح بارہا مثالیں دے کر اس کے دوستوں نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر اس نے کسی کی نہ مانی بالآخر مجبور ہو کر اس کے دوستوں نے کہا کہ جب ہم زیارت کرنے جائیں اس وقت کہیں بھی جا، کچھ بھی کر تجھے اختیار ہے۔ دوسرے دن وہ سب روانہ ہوئے اور بمن واڑی تک پہنچ کر سب لوگ آہستہ آہستہ پہاڑ پر چڑھنے لگے، معلوم نہیں خدا کو کیا منظور ہوا۔ جب وہ تفریق پسند پہاڑ پر چڑھنے لگا تو اس کے پاؤں پیچھے کی جانب کھنچنے لگے۔ جتنا فاصلہ وہ کوشش سے طے کرتا اتنے ہی فاصلے پر وہ پیچھے کھنچ جاتا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر

گھنٹے سے زیادہ برداشت نہ کر سکا۔ اور غش کھا کر گر پڑا۔ اس کے ہمراہی دوستوں نے اس کو اٹھایا اور کسی ایک مقام پر لے جا کر لٹا دیا اور بڑی عقیدت کے ساتھ مزار مبارک کی زیارت سے واپس ہو کر اس تفریق پسند دوست کے پاس آئے جو اپنی اور ہٹ دھرمی کی سزا پا رہا تھا۔

عجیب منّت

بمبئی شہر کی دو عورتیں جو ایک ہی مقام پر رہتی تھیں لاولد تھیں جس کی وجہ سے ان کے عزیز و اقارب اکثر طعنے دیا کرتے تھے جس سے وہ عاجز ہو گئی تھیں۔ ایک دن وہ دونوں بابا حاجی ملنگ رح کی درگاہ پر حاضر ہوئیں اور یہ منّت مانگی کہ اگر ہمیں آپ کی دُعا سے خدا نے اولاد سے سرفراز کیا تو ہم دونوں پہاڑ سے نیچے کود کر خدا کی راہ میں اپنی جان نچھاور کر دیں گے۔ خدا کو آزمائش منظور تھی۔ کچھ عرصہ بعد دونوں عورتوں کو دو دو لڑکے تولّد ہوئے۔ اب تکمیل منت کا وقت آیا تو دونوں میں سے ایک نے تو واقعی بچّے کے ساتھ چھلانگ لگا دی۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ وہ مع اپنے بچّے کے پھولوں میں سنبھال لی گئی۔ اور دوسری عورت نے مارے خوف کے منّت کی تکمیل نہیں کی۔ ڈر گئی کہ کودوں گی تو مر جاؤں گی۔ اور بچّہ بھی مر جائے گا۔ لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ وہ منت پوری نہ کرنے کی سزا میں مع بچّے کے فوت ہو گئی۔ درحقیقت منّت ایک قسم کا وعدہ ہے اور وعدہ پورا کرنا ہر شخص کے لئے لازمی ہے۔

خدا کی شان

خدا کی شان ہے جلوہ نما حاجی ملنگ دولھا
یہ منظر ہے نہایت دلکشا حاجی ملنگ دولھا
پہاڑی پر ہے روضہ آپکا حاجی ملنگ دولھا
جہاں پر پہلے کفر شان تھا حاجی ملنگ دولھا
وہاں پھیلا دیا اسلام یا حاجی ملنگ دولھا

خدا کے نام کے ڈنکے بجائے بت کدے ڈھائے
جو بے ایمان تھے وہ صدق سے ایمان لے آئے
غرض روحانیت کے خوب جوہر تم نے دکھلائے
تمھارے جب قدم کیچے سے بن واڑی میں آئے
تو سارا کفر غارت ہو گیا حاجی ملنگ دولھا

قدم مارا پہاڑی پر تمھارے مست گھوڑے نے
وہاں پانی کا چشمہ ہو گیا جاری کوئی دیکھے
مریضوں کو شفا ملتی ہے اس پانی کے چشمے سے
تمھارے دم قدم سے آج بھی جنگل میں منگل ہے
پہاڑی پر چمن پھولا پھلا حاجی ملنگ دولھا

سکھایا آپنے گر ہندو مسلم کی محبت کا
خیال آیا نہیں شیخ و برہمن کی عداوت کا
عنایت کی نظر ہو واسطہ شاہ رسالت کا
برہمن کو دیا حق آپنے خود اپنی خدمت کا
ہے اس کی آج بھی اولاد یا حاجی ملنگ دولھا

Scanned with CamScanner

حاجی ملنگ دولھا

کیا شان ہے تمھاری حاجی ملنگ دولھا
سن لو دُعا ہماری حاجی ملنگ دولھا

یہ روضہ اور یہ گنبد یہ آستاں یہ جالی۔ جالی پکڑ کے اکثر کہتے ہیں یہ سوالی
بھر دو ہمارا دامن اے بے کسوں کے والی۔ کیا مرتبہ ہے اعلیٰ کیا شان ہے نرالی
ہر شے ہے پیاری پیاری۔ حاجی ملنگ دولھا، سن لو دعا ہماری

تم دیکھتے ہو سب کو سرکار اک نظر سے، بگڑی بنی ہے اس کی گذرا ہے جو ادھر سے
جاتا نہیں ہے خالی کوئی سخی کے گھر سے، ملتی ہو بھیک سب کو داتا تمھارے در سے
یہ دین ہے تمھارا حاجی ملنگ دولھا۔ سن لو دُعا ہماری۔ .....

مشہور ہے کرامت حاجی ملنگ بابا، گھوڑے کی ٹاپ سے یوں جاری ہوا ہے چشمہ
چشمہ ہے رحمتوں کا یا فوج کا ہے دریا، بیمار پانی پیتے ہو جائے دم میں اچھا،
مٹ جائے بیقراری حاجی ملنگ دولھا، سن لو دعا ہماری.....

حاجی ملنگ عطا ہو شاہِ ولی کا صدقہ، شیرِ خدا کا صدقہ مولا علیؑ کا صدقہ
صدیقؓ کا، عمرؓ کا عثمانؓ و غنی کا صدقہ بل جائے بے کسوں کو آلِ نبیؐ کا صدقہ
جھولی بھر دو ہماری حاجی ملنگ دولھا، سن لو دُعا ہماری.....

جنت بنی پہاڑی مولا کے دم قدم سے، پاتی ہے فوج دُنیا سرکار کے کرم سے
بھرتی ہے سب کی جھولی دربارِ محترم سے، ہر ایک غم زدہ کو دیا ہے نیاز غم سے
کیا بات ہے تمھاری حاجی ملنگ دُولھا، سُن لو دُعا.....

ہر سمت عاشقوں کا میلہ لگا ہوا ہے
در پہ سوالیوں کا مجمع لگا ہوا ہے
بیٹھا ہوا ہے کوئی، کوئی کھڑا ہوا ہے
پورا سوال ہر ایک مجبور کا ہوا ہے
لطف و کرم ہے جاری حاجی ملنگ دولھا
سن لو دُعا ہماری.....

یہ بادشاہِ عالی، یہ شہد زمانہ
دکھیوں کا بے کسوں کا سُن لیجئے فسانہ
ہر ایک کے لئے ہے بابا کا آستانہ
دشمن ہوا زمانہ کوئی نہیں ٹھکانہ
جائیں کہاں بھکاری حاجی ملنگ دولھا
سُن لو دُعا ہماری.....

دیتا ہے بالا انصار اس بات کی شہادت
درویشی میں گویا کرتے ہو تم حکومت
آجائیں جو بھی در پہ ٹل جائے ہر مصیبت
مشکل ہو ختم ساری حاجی ملنگ دولھا،
سُن لو دُعا ہماری.....

دکھیوں کی آرزو کا غنچہ کھلا دیا ہے، مجبور کو ہمیشہ اچھا صلہ دیا ہے
بچھڑے دِلوں کو بابا تم نے ملا دیا ہے
دل جان تم پہ واری حاجی ملنگ دولھا
سن لو دُعا ہماری.....

مختصر فہرست ہماری سستی مطبوعات

روحِ غزل قیمت ۳۰ نئے پیسے	اجی تو میں جوان ہوں قیمت ۳۰ نئے پیسے	رباعیات عمر خیام قیمت ۳۰ نئے پیسے	جنگ نامہ زینون قیمت ۵۰ نئے پیسے	گنا مہ بدر قیمت ۱۰ نئے پیسے
قصہ شاہِ جمجمہ قیمت ۲۵ نئے پیسے	چھیلی بھٹیاری قیمت ۲۵ نئے پیسے	علی بابا ۴۰ چور قیمت ۲۵ نئے پیسے	لیلیٰ مجنوں قیمت ۲۵ نئے پیسے	ورقہ و گلہ قیمت ۲۵ نئے پیسے
شیخ چلی کی کہانیاں قیمت ۲۵ نئے پیسے	نئی پُربی بہار قیمت ۳۱ نئے پیسے	پیاری سندری بیوگ قیمت ۲۵ نئے پیسے	جانِ غزل قیمت ۲۰ نئے پیسے	چرخِ پسمن ۱۰ نئے پیسے
جانِ بہار قیمت ۳۰ نئے پیسے	ہماری آسان نماز قیمت ۳۰ نئے پیسے	عقیدت کے پھول قیمت ۳۰ نئے پیسے	عقیدت کے مجیب کے عقیدہ موتی نغمے قیمت ۴۰ نئے پیسے	غالب کی غزلیں قیمت ۲۰ نئے پیسے
نئے دور کی غزلیں قیمت ۲۵ نئے پیسے	چمن کے پھول حصہ اول قیمت ۲۰ نئے پیسے	آجکی ارشاد عربی حصہ دوم قیمت ۲۰ نئے پیسے	ظفر کی غزلیں قیمت ۲۰ نئے پیسے	حاجی لیلیٰ قیمت ۲۰ نئے پیسے
رسے کے [illegible] [illegible] قیمت ۲۰ نئے پیسے	شکیلہ بانو پاکے نغمے شکیلہ بھوپالی جادو بھرے قیمت ۲۰ نئے پیسے	در ثمین مخدوم قیمت ۲۰ نئے پیسے	رحمت بائی باب قیمت ۲۰ نئے پیسے	گلزار طیبہ ۲۰ نئے پیسے
عمران کی غزلیں قیمت ۲۰ نئے پیسے	ساحر کی غزلیں قیمت ۲۰ نئے پیسے	شکیلہ بھوپالی کی غزلیں قیمت ۲۰ نئے پیسے	اردو انگارے قیمت ۵۰ نئے پیسے	اسلامی اردو [illegible] قیمت ۳۰ نئے پیسے

فرما حسین مرزا بکسیلر اینڈ پبلشر حیدرآباد